

"الی من حملوا امانة البلاغ"

رحمہ اللہ

شیخ ابی حمزہ المهاجر

لا إله إلا الله

الله
رسول
محمد

"ان کے نام جو پیغام رسانی کے امانت بردار ہیں"

ذیقعدہ 1431ھ / نومبر 2010ء

المؤید محمد رفیع
ماہنامہ

اسلامک لائبریری

الموحدین ویب سائٹ ٹیم پیش کرتے ہیں

اسلامی مملکت عراق کی وزارت اطلاعات و نشریات میں الفرقان میڈیا کی پیشکش

"الی من حملوا امانة البلاغ"

"ان کے نام جو پیغام رسانی کے امانت بردار ہیں"

شیخ ابی حمزہ المہاجر رحمہ اللہ

کے صوتی بیان (جو شوال 1431ھ / ستمبر 2010ء میں اُن کی شہادت کے بعد نشر کیا گیا)

کار دو ترجمہ

ذیقعدہ 1431ھ / نومبر 2010ء



اسلامی انٹرنیٹ

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ویڈیو پروسیڈنگ پاکستان

Website: <http://www.muwahhideen.tk>

Email: info@muwahhideen.tk

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط

قُلِ اللَّهُمَّ لِيكَ الْهُدَىٰ وَتُؤْتِيَ الْهُدَىٰ مَنْ تَشَاءُ وَتَنْزِعُ الْهُدَىٰ مِنْ تَشَاءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ط بِيَدِكَ الْخَيْرُ ط إِنَّكَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (26)

تُؤَلِّجُ اللَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَتُؤَلِّجُ النَّهَارَ فِي اللَّيْلِ وَتُخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَاءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ (27)

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُونَ الْكَافِرِينَ أَوْلِيَاءَ مِنْ دُونِ الْمُؤْمِنِينَ ح وَ مَنْ يَفْعَلْ ذَلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللَّهِ فِي شَيْءٍ إِلَّا أَنْ تَتَّقُوا مِنْهُمْ تُقَاتُوا ط وَ يُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَإِلَى اللَّهِ الْمَصِيرُ (28)

قُلْ إِنْ تَخَفُوا مَا فِي صُدُورِكُمْ أَوْ تُبْدُوهُ يُعْلِنَهُ اللَّهُ ط وَيَعْلَمُ مَا فِي السُّلُوتِ وَمَا فِي الْأَرْحَامِ ط وَاللَّهُ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ (29)

يَوْمَ تَجِدُ كُلُّ نَفْسٍ مَّا عَمِلَتْ مِنْ خَيْرٍ مُحْضَرًا أَوْ مَّا عَمِلَتْ مِنْ سُوءٍ تَوَدُّ لَوْ أَنَّ بَيْنَهَا وَبَيْنَهُ أَمَدًا بَعِيدًا ط وَيُحَذِّرُكُمْ اللَّهُ نَفْسَهُ ط وَاللَّهُ رَؤُوفٌ بِالْعِبَادِ (30)

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ط وَاللَّهُ غَفُورٌ رَحِيمٌ (31)

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَالرَّسُولَ ح فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللَّهَ لَا يُحِبُّ الْكَافِرِينَ (32)

(آل عمران: 26-32)

(تلاوت باواز شیخ ابوباجر العراقي فک الله أسرہ)

ترجمہ

پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، شیطان مردود سے

آپ کہہ دیجئے اے اللہ! اے تمام جہان کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دے جس سے چاہے سلطنت چھین لے، تو جسے چاہے عزت دے جسے چاہے ذلت دے، تیرے ہی ہاتھ میں سب بھلائیاں ہیں، بیشک تو ہر چیز پر قادر ہے (26)

تو ہی رات کو دن میں داخل کرتا ہے اور دن کو رات میں لے جاتا ہے، تو ہی بے جان سے جاندار پیدا کرتا ہے اور تو ہی جاندار سے بے جان پیدا کرتا ہے، تو ہی ہے کہ جسے چاہتا ہے بیشمار روزی دیتا ہے (27)

مومنوں کو چاہیے کہ ایمان والوں کو چھوڑ کر کافروں کو اپنا دوست نہ بنائیں، اور جو ایسا کرے گا وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حمایت میں نہیں مگر یہ کہ ان کے شر سے کسی طرح بچاؤ مقصود ہو اللہ تعالیٰ خود تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف لوٹ جانا ہے (28)

کہہ دیجئے! کہ تم اپنے سینوں کی باتیں چھپاؤ خواہ ظاہر کرو اللہ تعالیٰ بہر حال جانتا ہے، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ ہے سب اسے معلوم ہے اور اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (29)

جس دن ہر نفس (شخص) اپنی کی ہوئی نیکیوں کو اور اپنی کی ہوئی برائیوں کو موجود پالے گا، آرزو کرے گا کہ کاش! اس کے اور برائیوں کے درمیان بہت سی دوری ہوتی۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنی ذات سے ڈرا رہا ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر بڑا ہی مہربان ہے (30)

کہہ دیجئے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرما دے گا، اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے (31)

کہہ دیجئے! کہ اللہ تعالیٰ اور رسول کی اطاعت کرو، اگر یہ منہ پھیر لیں تو بیشک اللہ تعالیٰ کافروں سے محبت نہیں کرتا (32)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو سارے جہاں کا مالک ہے، جو بے انصافی سے پاک ہے اور ظلم سے ماوراء ہے، بقا کی انفرادی (خاص) صفت کا مالک ہے، ہر شکوے کا سننے والا ہے اور ہر غم کو ہٹانے والا ہے اور سلامتی اور رحمت ہو ان پر جو قیامت تک کے لئے ہاتھوں میں تلوار کے ساتھ مبعوث ہوئے، خوشخبری دینے والے اور خبردار کرنے والے، اور اللہ کے حکم سے اس کی جانب دعوت دینے والے اور روشن آفتاب، انا بعد:

یہ ایک مختصر پیغام ہے، ان کے نام جو عقیدہ توحید کے دفاع اور مرسلین و موحدین کے اخلاق کے دفاع کے اس معرکے میں پیغام رسانی کی امانت اٹھائے ہوئے ہیں، پس زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

”نصر الله امرأ سبع مناحيها فحفظه حتى يبلغه“

”اللہ تعالیٰ اس بندے کو تروتازہ (خوش و خرم) رکھے جس نے ہم سے حدیث (بات) سنی اور اسے خوب یاد رکھا یہاں تک کہ اسے آگے دوسروں تک پہنچایا“ (بخاری)

اور جیسے کہ صحیح میں ہے، عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

”بلغوا عني ولو آية“

”اگر میری طرف سے تمہیں ایک آیت بھی پہنچے تو اس کو دوسروں تک پہنچا دو“ (بخاری)

اور جیسے کہ حافظ (ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ) نے (فتح الباری، شرح صحیح بخاری) میں فرمایا ہے، لفظ ’آیت‘ کا اطلاق (لغت کے اعتبار سے) تین معانی پر ہوتا ہے: (1) دو چیزوں یا حالتوں میں فرق کر دینے والی علامت، (2) حاصل ہونے والی کوئی عجیب چیز، (3) کسی پر نازل ہونے والی کوئی سزا یا مصیبت۔

اور صحیح مسلم میں ابو سعید الخدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا:

”من رای منکم منکرأ فلیغیره بیدہ“ فان لم یستطع فبلسانہ.....“ (الحديث)
 ”تم میں سے جو برائی کو دیکھے تو اسے ہاتھ سے مٹا دے، اگر اس کی قدرت نہ ہو تو زبان سے ختم کرے“

اور کیا عقیدہ توحید پر اس ہیجانی (غضبناک) اور وحشیانہ حملے سے بڑھ کر بھی کوئی برائی ہے؟ یہاں تک کہ اسلام پر ہر جانب سے وار ہونے لگے ہیں، اور حق کے لئے کوئی بلِ جُل اور نہ ہی اللہ اور اس کے دین کی پاسداری کے لئے کوئی غضبناکی! پھر نتیجہ یہ نکلا کہ شریعت کو تبدیل کر دیا گیا اور اہل دین سے لڑائی کی گئی اور باطل چھا گیا اور اس کا گروہ پیش قدمی کرتا گیا۔

اور اس مہم کا آغاز جہاد اور مجاہدین کی ساکھ کو خراب (مسخ) کرنے سے کیا گیا..... اگر آپ کسی پکار (دعوت) کو ملیا میٹ کرنا چاہتے ہوں تو اس کی نشانیوں، اس کے داعیوں، اور اس کے حامیوں کو ملیا میٹ کر دو! پس 'جہاد' کی اصطلاح 'مزاحمت' یا 'انقلاب' سے تبدیل کر دی گئی تاکہ اس پر جہاد سے متعلق کوئی بھی شرعی احکامات لاگو نہ ہو سکیں، اور اس کے لبادے کو کاٹ کر محض 'دفاع' کے معنی تک مختصر کر دیا گیا، اور پھر جس نے اپنے دین اور اپنی زمین اور اپنی عزت کا دفاع کیا تو ان کے تصور اور اعمال کو داغدار کر دیا گیا، پس وہ خون پینے والے بھوت، انتہاء پسند، دہشت گرد، اور مجرم بن کر رہ گئے (یعنی جھوٹ اور الزام تراشی کے ذریعے ان کا ایسا تصور قائم کر دیا گیا!)

بے شک جہاد اعلائے کلمۃ الدین کے لئے حتی الوسع تمام تر جہد مبذول کر دینا ہے..... زبان سے بھی اور تلوار سے بھی..... ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَبَعَثْنَا فِي كُلِّ قَرْيَةٍ تَذِیْرًا، فَلَا تَطْعِمُ الْكُفْرَیْنَ وَجَاهِدْهُمْ بِهِ جِهَادًا كَبِيرًا﴾ (الفرقان 25: 51-52)

”اگر ہم چاہتے تو ہر ہر بستی میں ایک ایک ڈرانے والا بھیج دیتے، پس آپ کافروں کا کہنا نہ مانیں اور قرآن کے ذریعے ان سے پوری طاقت سے بڑا جہاد کریں“

امام الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”جاہدہم بهذا القرآن جہاداً کبیراً حتی ینقادوا للاقراء بما فیہ من فرائض اللہ“

”ان سے اس قرآن کے ذریعے جہاد کرو، پوری طاقت سے بہت بڑا جہاد، یہاں تک کہ وہ اس میں موجود اللہ کے (مقرر کردہ) فرائض کو ماننے پر سر تسلیم خم کر دیں“

کیا یہ قرآن کے نص (متن) کو استعمال کرتے ہوئے الفاظ کا جہاد نہیں ہے؟ احمد نے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”جاهدوا المشركين بالسننكم و أنفسكم و أموالكم و أديكم“
 ”مشرکوں سے اپنی زبانوں اور اپنی جانوں اور اپنے مالوں اور اپنے ہاتھوں سے (جو بن پڑے) جہاد کرو“

اور مسند میں صحیح سند کے ساتھ، صحیح شرط پر روایت ہے کہ کعب بن المالح رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا:
 ”ان الله عز وجل انزل في الشعر ما انزل فقال: ان المومن يجاهد بسيفه ولسانه، والذى نفسى بيده لكان ما ترمونهم به نضخ النبيل“

”بیشک اللہ عز وجل نے شعر کے بارے میں نازل کیا جو نازل کیا، تو انہوں نے فرمایا: بیشک مومن اپنی تلوار اور زبان دونوں کے ساتھ جہاد کرتا ہے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے! گویا جو الفاظ تم ان (کفار و مشرکین) کی مذمت میں کہتے ہو وہ (ان کے لئے) بمنزلہ تیر برسانے کے ہیں“

یعنی وہ ان کے نفوس پر ایسا اثر رکھتا ہے جیسے تیروں کی ان کے جسموں پر تاثیر ہوتی ہے، اور اس سے بھی تیز تر جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ہے۔

اور پھر یہ رسول اللہ ﷺ ہیں جو دین کے حقائق کو واضح کرنے کے لئے تصویر (کشی) اور آواز کا استعمال فرما رہے ہیں۔ چنانچہ صحیح میں ہے کہ انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے چند خطوط کھینچے اور پھر فرمایا:
 ”هذا الامل، وهذا اجله، فبينما هو كذلك، اذ جائه الخط الاقرب“

”یہ امید ہے اور یہ موت ہے، انسان اسی حالت (امیدوں تک پہنچنے کی) میں رہتا ہے کہ قریب والا خط (موت) اس تک پہنچ جاتا ہے“

اور ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، جیسا کہ صحیح میں وارد ہے، نبی ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔ (الحديث)

(نوٹ: بخاری کتاب الرقاق کی مکمل حدیث یوں ہے: نبی ﷺ نے چوکھٹا خط کھینچا۔ پھر اس کے درمیان ایک خط کھینچا جو چوکھٹے خط سے نکلا ہوا تھا۔ اس کے بعد درمیان والے خط کے اس حصے میں جو چوکھٹے کے درمیان میں تھا چھوٹے چھوٹے بہت سے خطوط کھینچے اور پھر فرمایا: ”کہ یہ انسان ہے اور یہ اس کی موت ہے جو اسے گھیرے ہوئے ہے اور یہ جو (بچ کا) خط باہر نکلا ہوا ہے وہ اس کی امید ہے اور چھوٹے چھوٹے خطوط اس کی دنیاوی مشکلات ہیں۔ پس انسان جب ایک (مشکل) سے بچ کر نکلتا ہے تو دوسری میں پھنس جاتا ہے اور دوسری سے نکلتا ہے تو تیسری میں پھنس جاتا ہے۔ تشریح: اس چوکھٹے کی شکل یوں مرتب کی گئی ہے۔ اندروالی لکیر انسان ہے جس کو چاروں طرف سے مشکلات نے گھیر رکھا ہے اور گھیرنے والی لکیر اس کی موت ہے اور باہر نکلنے والی اس کی حرص و آرزو ہے جو موت آنے پر دھری رہ جاتی ہے۔ حیات چند روزہ کا یہی حال ہے۔)

ابن البطال (رحمۃ اللہ علیہ) نے فرمایا:

”مثّل النبی ﷺ فی حدیث ابن مسعود أمل ابن آدم و اجله و أعضا الدنيا التي لا تفارقه بالخطوط“
 ”ابن مسعود کی حدیث میں نبی ﷺ نے انسان کی آرزو، اس کی موت اور دنیا کی مشکلات جو اسے کبھی نہیں چھوڑتیں، کی مثال لکیروں میں پیش کی ہے“

اور کتاب اللہ مثالوں سے بھری پڑی ہے، جیسے کہ حکیم الترمذی نے فرمایا:

”ضرب الله الامثال لنفوس العباد حتى يدرکوا باساعهم و ابصارهم الظاهرة ببا عاينوا“
 ”انسانوں کے نفوس کے لئے اللہ تعالیٰ نے مثالیں پیش کی ہیں، تاکہ وہ ان چیزوں کا ادراک کر سکیں جو ان کی ظاہری سماعتوں اور بصارتوں سے غائب تھا، بذریعہ اپنے مشاہدات کے“ (نوٹ: یعنی ان مثالوں اور اپنے مشاہدات کو باہم استعمال میں لاتے ہوئے ان دیکھی چیزوں کو سمجھ سکیں)

اس طرح اللہ تعالیٰ نے ’کلمۃ طیبہ‘ (اچھی بات) اور ’خبیثہ‘ (بری بات) اور منافق اور کافر اور یہود کے لئے مثالیں دی ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ﴾ (ابراہیم 25: 25)

”اور اللہ تعالیٰ لوگوں کے سامنے مثالیں بیان فرماتا ہے تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں“

اور سبحانہ و تعالیٰ نے فرمایا:

﴿وَيَضْرِبُ اللَّهُ الْأَمْثَالَ لِلنَّاسِ وَاللَّهُ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ﴾ (نور 24: 35)

”اور اللہ تعالیٰ لوگوں (کو سمجھانے) کے لئے یہ مثالیں بیان فرما رہا ہے، اور اللہ تعالیٰ ہر چیز کے حال سے بخوبی واقف ہے“

اور فرمایا:

﴿وَتِلْكَ الْأَمْثَالَ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ وَمَا يَعْقِلُهَا إِلَّا الْعَالِمُونَ﴾ (العنکبوت 29: 43)

”ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان فرما رہے ہیں، اور انہیں صرف علم والے ہی سمجھتے ہیں“

استاد سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”والبمعنى الكلى البجرد يظل حائرا في التصور البشري ومائعا حتى يتشثل في صورة محسوسة“

”انسان کے تصور میں مکمل اور مجرد (قطعی) معنی اس وقت تک الجھا ہوا اور سیال (نوٹ: یعنی کوئی واضح شکل کے بغیر) ہی رہتا ہے جب تک کسی محسوس ہونے والی صورت میں اس کی مثال پیش نہ کی جائے“

پھر فرمایا:

”لذلك يضرب القرآن الامثال للناس، ويقرب الى حسهم معانيه الكبرى بوضعها في صور ومشاهد ومحسوسات“

”اس لئے قرآن لوگوں کے لئے مثالیں بیان کرتا ہے اور ان میں موجود بڑے (گہرے) معنی (مختلف) صورتوں، مناظر اور محسوسات کی وضع میں ڈھال کر ان (لوگوں) کی حس (فہم) سے قریب تر کر دیتا ہے“

اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے قرآن کے قاری سے متعلق مثال پیش کی، اور اپنے سے پہلے آنے والے رسول و انبیاء کے متعلق مثال پیش کی، اور اس امت کے لئے، اور یہود و نصاریٰ کے لئے، اور مومن کے متعلق مثال پیش کی اور صحابہ کے لئے بھی؛ پس حق کو آسان ترین، واضح ترین اور جدید (مروجہ) ترین اسالیب میں آگے پہنچانا نبوی شعار (فریضہ) اور قرآنی طریقہ ہے۔

یہ معرکہ کبھی ٹھنڈا نہیں پڑا اور نہ ہی ٹھنڈا پڑے گا! ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَزَالُونَ يُقَاتِلُونَكُمْ حَتَّى يَرُدُّوكُمْ عَنْ دِينِكُمْ إِنِ اسْتَطَاعُوا﴾ (البقرة: 217)

”یہ لوگ تم سے لڑائی بھڑائی کرتے ہی رہیں گے یہاں تک کہ اگر ان سے ہو سکے تو تمہیں تمہارے دین سے مرتد کر دیں“

پس آج کے فاجر میڈیا (ذرائع ابلاغ) دو اہم زاویوں پر کام کر رہے ہیں:

اول: حق کو مسخ کرنے، ملاوٹ کرنے اور جعل سازی کرنے کے ذریعے داغدار کرنے کا زاویہ، مگر اپنے نئے طریقے کے ذریعے۔ چنانچہ انہوں نے ہر ممکن طریقے سے لوگوں کو گمراہ کیا ہے اور ان کی توجہ حق کو سننے اور اسے جاننے کی جانب سے ہٹا دی ہے، پس فسق و فجور اور بے حیائی کو عام کر دیا ہے۔ پھر قصہ خوانوں کے طریقے کو اپناتے ہوئے اور نصر بن الحارث کے علم اور پرچم تلے انہوں نے لوگوں کو دین سے روکنے کی کوشش کی ہے، کہ اس (نصر) نے یہ پریشان خیالی (گمراہی) پھیلائی شروع کی اور فارس کے شہنشاہوں کے قصے سیکھ لیے، پس جب کبھی رسول اللہ ﷺ کسی مجلس میں تشریف فرما ہوتے اور اس میں اللہ کا ذکر کرتے اور اپنے قوم کو ان باتوں کے متعلق متنبہ کرتے جو ان سے قبل امتوں پر واقع ہوئیں، تو یہ کھڑا ہو کر کہتا کہ اے قریش کے لوگو! اللہ کی قسم میں اس سے بہتر گفتگو کر سکتا ہوں، تو چلو میرے ساتھ کہ میں تمہیں اس کی بات سے بہتر باتیں سناؤں گا، اور پھر انہیں فارس کے شہنشاہوں اور رستم کی داستانیں سناتا۔

(نوٹ: ایک روایت جو ابن اسحاق نے نقل کی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ سردارانِ قریش اپنی محفلوں میں خود اس بات کا اعتراف کرتے تھے کہ جو باتیں وہ نبی ﷺ کے خلاف بناتے ہیں وہ محض جھوٹ ہیں۔ ایک مجلس میں نصر بن الحارث نے تقریر کی کہ ”تم لوگ محمد (ﷺ) کا مقابلہ جس طرح کر رہے ہو اس سے کام نہ چلے گا۔ وہ جب تمہارے درمیان نو عمر جو ان تھا تو تمہارا سب سے زیادہ خوش اطوار آدمی تھا۔ سب سے زیادہ سچا اور سب سے بڑھ کر امین سمجھا جاتا تھا۔ اب کہ اس کے بال سفید ہونے کو آگئے، تم کہتے ہو یہ ساحر ہے، کاہن ہے، شاعر ہے، مجنون ہے۔ بخدا وہ ساحر نہیں ہے، ہم نے ساحروں کو دیکھا ہے اور ان کی جھاڑ پھونک سے ہم واقف ہیں۔ بخدا وہ کاہن بھی نہیں ہے، ہم نے کاہنوں کی تک بندیاں سنی ہیں اور جیسی گول باتیں وہ کیا کرتے ہیں ان کا ہمیں علم ہے۔ بخدا وہ شاعر بھی نہیں ہے، شعر کی تمام اصناف سے ہم واقف ہیں اور اس کا کلام ان میں سے کسی صنف میں نہیں آتا۔ بخدا وہ مجنون بھی نہیں ہے، مجنون کی جو حالت ہوتی ہے اور جیسی بے تکی بڑوہ ہانکتا ہے کیا اس سے ہم بے خبر ہیں؟ اے سردارانِ قریش، کچھ اور بات سوچو، جس چیز کا مقابلہ تمہیں درپیش ہے وہ اس سے زیادہ بڑی ہے کہ یہ باتیں بنا کر تم اسے شکست دے سکو۔“ اس کے بعد اس نے یہ تجویز پیش کی کہ عجم سے رستم و اسفندیار کے قصے لاکر پھیلائے جائیں تاکہ لوگ ان میں دلچسپی لینے لگیں اور وہ انہیں قرآن سے زیادہ عجیب معلوم ہوں۔ چنانچہ کچھ دنوں اس پر عمل کیا گیا اور خود نصر نے داستان گوئی شروع کر دی۔ (ابن ہشام، جلد اول))

اور ابن اسحاق رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ جہاں تک مجھ تک پہنچا ہے اس (نضر بن الحارث) کے متعلق اللہ عز و جل کا یہ فرمان نازل ہوا تھا:

﴿إِذَا تُتْلَىٰ عَلَيْهِ آيَاتُنَا قَالَ أَسَاطِيرُ الْأَوَّلِينَ﴾ (القلم 68: 15)

”جب اس کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں تو کہہ دیتا ہے کہ یہ تو اگلوں کے قصے ہیں“

پس آج ہم انہیں لوگوں کو گمراہ کرنے اور ان کی توجہ حق کو سننے کی جانب سے ہٹانے میں ایک دوسرے سے مقابلہ کرتے دیکھتے ہیں۔ اور وہ بھی ہر طرح کے وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے، پس انہوں نے گھٹیا فلمیں اور غیر اخلاقی طویل سلسلہ وار ڈرامے نشر کیے اور اس کے لئے کمپنیاں بنائیں، جیسے ’الحرّة‘ اور ’العربیّة‘ اور ’بی بی سی‘ اور ’ایم بی سی‘ اور ان ممالک کے سیٹلائٹ چینلز کی ایک بڑی تعداد جہاں مسلمان بستے ہیں۔ اور ان میں فساد پھیلانے والے مسخروں کو ستاروں کا نام دے دیا۔ (اور وہ بھی) اس امت کی قابل احترام ہستیوں کے مقابلے میں..... جس کے ستارے اصحاب رسول ﷺ ہیں، جیسا کہ صحیح مسلم میں ابو موسیٰ الاشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ (ایک دن) رسول اللہ ﷺ نے آسمان کی طرف اپنا سر مبارک اٹھایا اور آپ ﷺ اکثر (وحی کے انتظار میں) آسمان کی طرف دیکھا کرتے تھے اور پھر فرمایا:

”النجوم أمانة للسماء فإذا ذهبت النجوم أتى السماء ما توعده وأنا أمانة لأصحابي فإذا ذهب أصحابي أتى أصحابي ما يوعدهون وأصحابي أمانة لأمتي فإذا ذهب أصحابي أتى أمتي ما يوعدهون“

”ستارے آسمان کے لئے امن و سلامتی کا باعث ہیں جس وقت یہ ستارے جاتے رہیں گے تو آسمان کے لئے وہ چیز آجائے گی جو موعود و مقدر ہے، میں اپنے صحابہ کے لئے امن و سلامتی کا باعث ہوں، جب میں (اس دنیا سے) چلا جاؤں گا تو میرے صحابہ میری امت کے لئے امن و سلامتی کا باعث ہیں جب میرے صحابہ (اس دنیا سے) رخصت ہو جائیں گے تو میری امت پر وہ چیز آپڑے گی جو موعود و مقدر ہے (یعنی پھوٹ، انتشار، بدعتیں وغیرہ)“

ابو عباس القرطبی نے المفہم (کتاب) میں (اس حدیث کا مفہوم) بیان کیا ہے:

”يعني أنّ أصحابه ما داموا موجودين كان الدين قائماً والحق ظاهراً والنصر على الأعداء حاصلًا“

”یعنی جب تک صحابہ موجود رہے دین قائم رہا اور حق ظاہر (غالب) رہا اور دشمنوں پر فتح حاصل رہی“

پس یہ ہمارے ستارے ہیں جن کی ہم اقتداء کرتے ہیں۔ ہم چاہیے کہ اپنی اگلی نسلوں کو ان کی سیرت، ان کے جہاد، ان کے نام و نسب، اور ان کے متعلق تمام امور سے روشناس کرائیں، نہ کہ ان فاسقوں کی سیرت سے جن کے متعلق ہماری نسلیں رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کی نسبت زیادہ آگاہی رکھتی ہیں!

دوم: اللہ کی راہ سے روکنے کا دوسرا زاویہ: پہلے زاویے (کے ہتھکنڈوں) سے جو بچ نکلتا ہے اور حق سننے میں کامیاب ہو جاتا ہے اور اس تک (حق کا) تذکرہ پہنچ جاتا ہے تو پھر کتاب (قرآن) کے معانی میں تحریف کرنے اور (اسلامی) نصوص کو توڑنے مروڑنے کا کام اس کے اپنے لوگوں کے حوالے کر دیا جاتا، چنانچہ انہوں نے اس کام کے لئے کمپنیاں تشکیل دی ہیں، جو خطرے کے لحاظ سے پہلے (زاویے میں کام کرنے) والی کمپنیوں سے کسی طرح بھی کم نہیں ہیں، اور ان کا نام ”دینی سیٹلائٹ چینلز“ رکھ دیا ہے، پس ان پر علماء سوء اور گمراہی کے داعیوں کا ایک تانا بانا چمک دمک کے ساتھ پیش کیا گیا اور ان کے سامنے بند دروازے کھول دیئے (رکاوٹیں ہٹا دیں) اور انہیں لوگوں کے سامنے اچھا کر کے دکھایا اور انہیں وقار و جلال کی تمام اوصاف سے متصف کر دیا، بلکہ یہاں تک کیا کہ ان کی شکلوں کو خوبصورت بنایا۔ پس مجھے بتایا گیا کہ ان میں سے بہت سے اسکرین پر نمودار ہونے سے پہلے ”میک اپ“ کرتے ہیں تاکہ ان چہروں پر خوبصورتی کی تہہ چڑھائیں جن پر اللہ کا غضب واقع ہے!

چنانچہ وہ دونوں زاویوں سے اپنے سے پہلے ہو گزرنے والے کفار کے نقش قدم پر چل رہے ہیں، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقَالَ الَّذِينَ كَفَرُوا لَا تَسْعَوْا هَٰذَا الْقُرْآنَ وَالْغَوَا فِيهِ لَعَلَّكُمْ تَعْلَبُونَ﴾ (الحج السجدة 41: 26)

”اور کافروں نے کہا اس قرآن کو سنو ہی مت (اس کے پڑھے جانے کے وقت) اور بیہودہ گوئی کرو کیا عجب کہ تم غالب آ جاؤ“

ابن الجوزی (کتاب) زاد المسیر میں فرماتے ہیں:

”والغوا فيه“ أى عارضوه باللغو وهو الكلام الخالى عن فائدة. وكان الكفار يوصى بعضهم بعضاً: اذا سيعتم القرآن من محمد وأصحابه فارفعوا أصواتكم حتى تلبسوا عليهم قولهم“

”والغوا فيه، یعنی ’لغو‘ سے ان کو رکاوٹ ڈالو جو کہ بے فائدہ کلام ہوتا ہے۔ اور کفار ایک دوسرے کو نصیحت کرتے تھے: اگر تم محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب سے قرآن سنو تو اپنی آوازیں اتنی بلند کر دو کہ ان کی توجہ ان کی بات سے ہٹا دو۔“

اور مجاہد نے فرمایا:

”والغوا فيه بالهكائي والصفير والتخليط من القول“
 ”اور اس (قرأت قرآن) کے دوران شور کر کے اور سیٹیاں بجا کر اور باتوں کو خلط ملط کر کے بیہودہ گوئی کرو۔“

شیخ سید قطب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

”لقد حاول أعداء الدين ان يصرفوا الناس نهائياً عن هذا القرآن فلما عجزوا حولوه الى تراتيل يتنم بها القراء ويطرب لها المستمعون، وحولوه الى تبائم وتعاوين يضعها الناس في جيوبهم وتحت وسائدهم...“
 ”دشمنانِ دین نے (بھرپور) کوشش کی کہ لوگوں کو قرآن سے قطعی طور پر دور ردیں، مگر جب ایسا کرنے سے عاجز رہے تو انہوں نے اسے محض تلاوتوں کی شکل میں تبدیل کر دیا جسے قاری ترنم سے پڑھتے رہیں اور سننے والے لطف اندوز ہوتے رہیں، اور اسے تعویذ دھاگوں کی شکل میں تبدیل کر دیا جنہیں لوگ اپنی جیبوں میں اور اپنے تکیوں کے نیچے رکھتے ہیں.....“

پھر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”لقد صاغ لهم أعداء هذا الدين أبداً لآمنه يتلقون منها التوجيه في شؤون الحياة كلها حتى ليتلقون منها تصوراتهم ومفاهيمهم الى جانب ما يتلقون منها شرائعهم وقوانينهم...“
 ”اس دین کے دشمن ان (لوگوں) کے لئے اس (قرآن) کا ایسا متبادل بن گئے جس سے یہ اپنے تمام معاملات زندگی کے لئے رہنمائی حاصل کرتے ہیں، حتیٰ کہ ان کی شریعتوں اور قوانین کو اخذ کرنے کے ساتھ ساتھ یہ ان کے تصورات اور مفاہیم تک بھی اخذ کرتے ہیں.....“

پھر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”أنها مناورة النضر بن الحارث ولكن في صورة متطورة معقدة تناسب تطور الزمان وتعقد الحياة ولكنها هي هي في شكل من أشكالها الكثيرة التي عرفها تاريخ الكيد لهذا الدين على مدار القرون.....“

”یہ نضر بن الحارث والی پنیترہ بازی ہے، مگر ترقی یافتہ اور گھمبیر شکل میں جو وقت کے تقاضوں اور زندگی کی پیچیدگیوں سے مناسبت رکھتی ہے، لیکن یہ بہر حال اپنی بے شمار شکلوں میں سے ایک شکل ہی ہے جسے وقت کے مدار پر اس دین کے خلاف ہونے والی منصوبہ بندیوں کی تاریخ پہنچاتی ہے“

دوا جاننے کے لئے لازم ہے کہ ہمیں مرض کا علم ہو، اور ہم مرض کے (اصل) وائرس کی تشخیص کریں تاکہ ہم وہ طریقہ اختیار کر سکیں جو اس کی نشوونما کو روکے؛ اور ہم نے مختصر اُن کے کام کے دو اہم زاویے (محور) بیان کر دیئے ہیں، اب آپ کے لئے ضروری ہے کہ آپ کے پاس ایسا لائحہ عمل ہو جس کی انجام دہی کے لئے آپ سر توڑ کوشش کریں۔ اور وہ بھی ایک باضابطہ طریقے سے اور وقت کی پابندی کے ساتھ۔

بالاختصار، یہ چند تجاویز ہیں جن کے متعلق میری خواہش ہے کہ آپ اپنے کاموں کے دوران (ان کا) اہتمام کریں، اور یہ ازراہ مشورہ ہے، وگرنہ آپ بہتر سمجھ بوجھ رکھتے ہی ہیں اور ہم آپ کو بہت بہتر تصور کرتے ہیں۔

پہلی ﴿تجويز﴾: دشمن کی صفوں میں خوف و ہراس (دہشت) انڈیل دو..... ہر اُس چیز (ذریعے) کے استعمال سے جسے شریعت اس مقصد کے لئے جائز قرار دیتی ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اِذْ يُوحِي رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓئِكَةِ اَنۡيۡ مَعَكُمْ فَثَبَّتُوۡا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا سَلِّتۡ فِیۡ قُلُوۡبِ الَّذِیۡنَ كَفَرُوۡا الرُّعۡبَ فَاصۡرِبُوۡا فَوْقَ الْاَعۡنَاقِ وَاصۡرِبُوۡا مِنْهُمۡ كُلَّ بَنَٰنٍ﴾ (الانفال: 8: 12)

”اس وقت کو یاد کرو جب کہ آپ کا رب فرشتوں کو حکم دیتا تھا کہ میں تمہارا ساتھی ہوں سو تم ایمان والوں کی ہمت بڑھاؤ، میں ابھی کفار کے دلوں میں رعب ڈالے دیتا ہوں، سو تم گردنوں پر مارو اور ان کے پور پور کو مارو“

الزخشری (کتاب) الکشاف میں فرماتے ہیں:

”ولا معونة أعظم من ألقائ الرعب في قلوب الكفرة ولا تثبيت أبدغ من ضرب أعناقهم واجتبا عها غاية النصرة“
 ”اور کفار کے دلوں میں خوف و ہراس بھر دینے سے عظیم تر اور کوئی مدد نہیں اور ان کی گردنیں مارنے سے بڑھ کر اور کوئی پائیداری نہیں، اور ان دونوں (امور) کو اکٹھا کر دینا کامیابی کی انتہاء ہے“

پس خوف و ہراس مسلط کرنا ایک ربانی عمل ہے جو اکثر معرکوں میں فیصلہ کن ثابت ہوتا ہے..... حتیٰ کہ ان معرکوں کے عملی طور پر واقع ہونے سے بھی قبل! پس صحیحین میں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:
 ”بُعِثْتُ بِجَوا مَعَ الْكَلِمِ وَنَصِرْتُ بِالرَّعْبِ“
 ”مجھے جامع کلمات کے ساتھ مبعوث کیا گیا ہے اور رعب کے ذریعے مجھے نصرت عطا فرمائی گئی ہے“

اور جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، جیسا کہ صحیح میں موجود ہے:

”نَصِرْتُ بِالرَّعْبِ مَسِيرَةَ شَهْرٍ“

”مجھ کو اس رعب کے ذریعے نصرت عطا ہوئی ہے جو ایک مہینے کی مسافت کی دوری پر اثر انداز ہوتا ہے“

المہلب رحمۃ اللہ فرماتے ہیں:

”هو شيء خصه الله وفضله به لم يؤتته أحدًا غيره ورأينا ذلك عيانًا أخبرنا أبو محمد الأصيلي قال: افتتحنا برشلونة مع ابن أبي عامر ثم صبح عندنا بعد ذلك عن من ألقى من القسطنطينية انه لما اتصل بأهلها افتتحنا برشلونة بدغ بهم الرعب أن غلقوا أبواب القسطنطينية ساعة بلوغهم الخبر نهارًا وصاروا على صورها وهي على أكثر من شهرين“

”یہ وہ چیز ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے انہیں (صلی اللہ علیہ وسلم) خصوصیت عطا فرمائی اور اس کے ذریعے سے فضیلت عطا فرمائی جو ان کے علاوہ اور کسی کو عطا نہیں فرمایا، اور ہم نے یہ اپنی آنکھوں سے دیکھا، ہمیں ابو محمد الاصبیلی نے بتایا: ہم نے ابن ابو عامر کے ساتھ برسیلون فتح کیا پھر اس کے بعد قسطنطنیہ سے جو بھی آیا اس سے ہمیں معلوم ہوا کہ جب وہاں کے لوگوں کو ہمارے برسیلون فتح کرنے کی خبر پہنچی تو ان پر اتنی دہشت طاری ہو گئی کہ دن میں جس لمحے انہیں خبر ملی تو انہوں نے اسی وقت قسطنطنیہ کے دروازے بند کر دیئے اور اس کی دیواروں پر مورچے سنبھال لیے جبکہ وہاں جانے کے لئے ہمیں دو مہینوں سے زائد وقت کا سفر درکار تھا“

پس کفار کے مقامات پر مجاہدین کے کاموں کی نشر و اشاعت کرنا اور عزم اور تعداد اور تیاری کے لحاظ سے قوت کا اظہار ان امور میں سے ہے جن کے ذریعے اللہ تعالیٰ دشمنوں کے نفوس میں رعب و دبدبہ ڈال دیتا ہے۔

دوسری (تجویز): کفار کے تصور کو مسخ کرنا اور ان کے اخلاق اور اوصاف کو ان میں موجود ہر نقص کے لحاظ سے بے نقاب کرنا، اور ایسا حق (سچ) کی بنیاد پر کرنا باطل (جھوٹ) کی بنیاد پر نہیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا تَطْعَمُ كُلُّ حَلَّافٍ مَّهِينٍ، هَبَّازٍ مَّشَّائِمٍ بَنِيْمٍ، مَّتَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اٰثِيْمٍ، عُتْلٍ مَّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ﴾ (القلم 68: 10 - 13)

”اور تم کسی ایسے شخص کا بھی کہا نہ ماننا جو زیادہ قسمیں کھانے والا ہو، بے وقار، کمینہ، عیب گو، چغل خور، بھلائی سے روکنے والا، حد سے بڑھ جانے والا گتہ گار، گردن کش اور پھر ساتھ ہی بے نسب ہو“

چنانچہ صحیح میں ابن عباس رضی اللہ عنہما سے ’عُتْلٍ مَّ بَعْدَ ذٰلِكَ زَنِيْمٍ‘ کے متعلق روایت ہے:

”رجلٌ من قريش له زنبه مثل زنبه الشاة“

”قریش کا ایک آدمی جس کی گردن میں ایک نشانی تھی جیسے بکری میں نشانی ہوتی ہے کہ ان میں بعض کا کوئی حصہ بڑھا ہوا ہوتا ہے۔“

اور الطبری کے نزدیک اس کے متعلق یہ خصوصیت ہے کہ اس وقت تک پہچانا نہیں جاتا تھا اور جب ’زَنِيْم‘ کہا گیا تو پہچانا جانے لگا، اور اس کی گردن میں ایک (ابھار نما) نشانی تھی جس سے وہ پہچانا جاتا تھا..... یعنی وہ ٹکڑا جو اس کی گردن سے لٹکتا ہوا تھا..... اور (ایک اور وضاحت میں) یہ بھی کہا گیا ’زَنِيْم‘ وہ ہوتا ہے کہ جس کے متعلق معلوم نہ ہو کہ اس کا باپ کون ہے۔“

چاہے پہلی وضاحت درست ہو یا دوسری، کفار میں صورت یا سیرت کی جو بھی بد صورتی ہو ہم اس کو بیان کریں تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں ان کے لئے نفرت پیدا ہو، مجاہدین کے مقابلے میں ان کا معاملہ کمتر کر کے دکھائیں، پس رسول اللہ ﷺ نے عمر بن ہشام کی کنیت تبدیل کر دی..... اور وہ ’ابو الحکم‘ کی کنیت سے جانا جاتا تھا..... تو انہوں (ﷺ) نے اسے گھٹیا ترین کنیت اور بدترین اوصاف سے تبدیل کر دیا، چنانچہ اس کی کنیت ’ابو جہل‘ رکھ دی..... جبکہ اس سے قبل وہ اپنی کنیت پر فخر کرتا تھا جو عقل

کی خوبصورتی پر دلالت کرتی تھی۔ چنانچہ کفار کے بڑے عہدیداروں کے ساتھ معاملہ کرتے ہوئے بھی یہی طریقہ اختیار کیا جانا چاہیے..... مگر تحقیق اور غور و فکر کے بعد تاکہ حقیقی الفاظ اور اوصاف سامنے آئیں، کہ جو اثر انداز ہو کر اپنا رنگ چھوڑ دیں۔

تیسری: مغرب سے آنے (نشر ہونے) والی کتابوں، تحریروں اور تجزیوں پر گہری نظر، اور ان میں سے جو ہمیں اولاً مجاہدین اور پھر عامۃ المسلمین کے لئے کارآمد محسوس ہوں ان کے تراجم کرنا، چاہے وہ عسکری معلومات ہوں یا سیکیورٹی کے شکاف ہوں یا سیاسی مشکلات ہوں یا اخلاقی رسوائی ہو، اور ان معلومات کا سب سے بہترین ماخذ ان کے قومی اور سماجی رسالے اور مقامی خبریں ہیں۔ اس وزنی مواد کی اشاعت بطور ایک لائحہ عمل ہونی چاہیے جو چاہے ہفتہ وار ہی کیوں نہ ہو۔ جو عام طور پر (عوام کے لئے) شائع کیا جائے یا پھر مجاہدین کی قیادت میں سے اس تک پہنچایا جائے جس کے لئے یہ معلومات کام کی ہوں۔

چوتھی: گمراہ فرقوں اور علمائے سوء کی طرف سے جاری ہونے والی ہر چیز پر گہری نظر، اور ان میں موجود تضادات کو، اور ان سے جو خلاف ورزیاں اور کبیرہ گناہ صادر ہوں ان سب کو کھول کر بیان کرنا، اور بالخصوص وہ (بیانات، اشاعتیں وغیرہ) جو انقلاب اور مزاحمت کا نعرہ بلند کرنے والی ہوں (یعنی جہاد کے بجائے دیگر اصطلاحات کا پرچار کرنے والے مصادر کی حقیقت کا پردہ چاک کرنا۔

پانچویں: انٹرنیٹ کے ذریعے ابلاغ کے تمام تر علوم سے متعلق ٹریننگ کورسز کی تیاری اور اس کی مختلف مراحل میں تقسیم تاکہ وسیع تر مفاد ممکن ہو۔ اور نوجوانوں کی اس بات پر حوصلہ افزائی کرنا کہ وہ مختلف علوم کے کریش کورسز (Crash Courses): مختصر وقت میں اہم چیزیں سکھانے کے پروگرام) میں مشغول ہوں۔ اور یہ دنیا کے ہر کونے میں دستیاب ہوتے ہیں اور سستی و آسان جگہوں پر بہت سرگرمی سے جاری ہوتے ہیں جیسے انڈیا میں سیلیکون ویلی۔

چھٹی: اسلامی ابلاغ عامہ کے لئے نرم گوشہ رکھنے والوں اور اس کی حمایت کرنے والوں کے ساتھ رابطہ کاری اور بات چیت کرنا اور ان کی بڑی ترین تعداد تیار (اکٹھا) کرنے کی کوشش کرنا، اور خاص طور پر ان ممالک میں جو ایک حد تک کسی نہ کسی طرح کی صحافتی اور میڈیا کی آزادی سے بہرہ ور ہیں اور جن میں انٹرنیٹ پر کنٹرول مسلط کرنا اتنا آسان نہیں ہے۔

ساتویں: جدید ترین خبروں اور تجزیوں، بالخصوص جو مجاہدین سے متعلق ہوں، پر مبنی ویڈیو نیوز لیٹن کی یومیہ بنیادوں پر تیاری ہونی چاہیے، اور خبر کی تیاری اور اس پر تبصرے کے زاویے اور تجزیے کی اہمیت تو ایک قطعی بات ہے (جس میں کوئی شک و شبہ نہیں)۔ اور میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ ہر صبح گزشتہ روز کی تمام خبروں کی نشریات کا احاطہ کیے ہوئے ہو، اس امید کے ساتھ کہ سیٹلائٹ چینل کے مرحلے تک پہنچ جائیں، اور یہ روزانہ تیار اور نشر کی جانے والی اشیاء میں بتدریج اضافے کی بنیاد پر ہے۔ اس کے علاوہ ہر جگہ کے مجاہدین کی کاروائیوں اور ان سے متعلق جو بھی معلومات ہوں ان کی ہفتہ وار نشریات کا کام ہو جس میں ہم ان کی کاروائیوں پر تبصرے کریں، ان کی ہمتیں بڑھائیں، ان کے دشمنوں کی صفوں میں خوف و ہراس مسلط کریں، یا ظاہر کریں کہ ہم ایک اہمیت ہیں جو ایک ہدف کی خاطر یکجا ہو کر مختلف محاذوں پر لڑ رہی ہے۔

آٹھویں: ایسے فورمز کی تشکیل جو سائنسی اور تکنیکی مزاج کے حامل ہوں اور جو ہر نئی چیز کا احاطہ کریں اور ہر مفید چیز نشر کریں اور ان کے مصادر پر نظر رکھیں، پس کوئی بھی کارآمد چیز جس کا علم ہو اور اس کے مصادر (جہاں وہ موجود ہے) اور اسے حاصل کرنے کے انداز اور اس تک پہنچنے کے محفوظ ترین طریقے ہر گز مت چھوڑیں (یعنی لازماً بیان کریں)۔ اور یہ کہنے کی ضرورت نہیں کہ ایڈ منسٹریز کی نظریں ہر اس چیز پر متوجہ رہیں جو مجاہدین کو عسکری طور پر فائدہ دے سکتی ہو یا ان کو سائنسی طور پر ترقی (جدت) فراہم کر سکتی ہو، اور یہ سب ان تک مناسب طریقوں سے پہنچایا جائے۔ اور اس ضروری بات کا خیال رکھا جائے کہ یہ فورمز ظاہری طور پر مجاہدین، اور حتیٰ کہ عام مسلمانوں، کی حمایت سے بہت فاصلے پر نظر آئیں۔

نویں: ایسے اسلامی فورمز کی تشکیل جو بقول ان کے..... معتدل ہوں۔ اور میں یہ تجویز دیتا ہوں کہ مثال کے طور پر یہ (فورمز) سائنس اور سائنسدانوں کے معاملات میں گہری دلچسپی لیں، پس ان کے بیانات نشر کریں اور ان کی خبروں اور دروس پر نظر رکھیں، اور انتہائی حکمت اور تمام تر ممکنہ وسائل کے ساتھ اس بات کی کوشش کریں کہ طلبائے علم اور داعیوں کی ایک بڑی تعداد ان میں شرکت اختیار کرے، پھر اس میں کوئی حرج نہیں ہے کہ یہ سب فورمز یا ان میں سے چند بعد ازاں جہادی بن جائیں، اگر ایسا کرنا لازمی ہو جائے اور اس کی ضرورت پڑ جائے۔

النووی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”اتفق العلماء علی جواز خداع الکفار فی الحرب کیف أمکن الخداع الا أن یكون فیہ نقض عہد أو أمان فلا یحل“

”علماء جنگ میں کفار کو دھوکہ دینے کے جواز پر متفق ہیں، جس بھی طرح سے دھوکہ دینا ممکن ہو، ماسوائے اس کے کہ ایسا کرنے میں کسی عہد یا صلح نامے کی خلاف ورزی ہو رہی ہو، تو پھر یہ جائز نہیں۔“

دسویں: علماء اور طلبائے علم سے رابطہ اور انہیں ان کے اس فریضے کی ادائیگی کی جانب دعوت دینا کہ وہ گمراہوں اور غفلوں کی گمراہیوں کا جواب دیں کہ جن کے ساتھ آج اس دین کے غیر متغیر اور اصولی قاعدوں کی خندق میں لڑائی ہو رہی ہے، اور قومیت اور جمہوریت جیسے گمراہ کن عقائد کے انحراف کی حقیقت کو واضح کرنا..... اور ان تردیدوں اور بحثوں کا کھوکھلا ہونا ٹھیک نہیں ہے بلکہ انہیں ایسے کی حقیقت کو واضح کرنا چاہیے۔ مثال کے طور پر، عراق میں مزاحمت کی نمائندگی کرنے والوں یا نہ بھی کرنے والوں کی کثیر تعداد کی خطرناک حد تک گمراہی کے باوجود وہ مسلمان سمجھے جاتے ہیں اور ہم مسلمان علماء کی جانب سے ایک بھی کتاب یا شرعی فتویٰ صادر ہوتا نہیں دیکھتے جو ان کے باطل کی تردید کرے۔ بلکہ اُلٹا سلفی دعوت سے منسلک سمجھے جانے والے بعض لوگوں نے قومیت پرستوں کو خوشنما بنا کر پیش کیا حالانکہ وہ ان کے مفسدانہ منہج کا علم رکھتے تھے۔ اور یہ ہے اس کا نتیجہ: آسان گمراہی جو جہنم (ہاویت) کی جانب لے جاتی ہے!

اور اسی طرح ضروری ہے کہ جہادی فورمز کو اہم مضامین اور رہنمائی کرنے والے انٹرویوز اور با مقصد تنقید سے بھرپور مزین رکھیں تاکہ یہ اپنی آب و تاب اور ساکھ نہ کھودیں۔ اور طلبائے علم کو چاہیے کہ لوگوں کو جہاد کی جانب بلانے اور اس سے تعلق رکھنے والوں کی مدد کرنے اور نوجوانوں کو لڑائی کے لئے نکلنے اور دین کی حتی الوسع خدمت کرنے جیسے امور کی دعوت کے لئے میسر ذرائع ابلاغ کا بھرپور استعمال کریں۔

گیارہویں: پائریسی (انٹرنیٹ کے ذریعے چوری) کا اہتمام کرنا، اور جو کوئی بھی اس صلاحیت کا مالک ہو اس کی پذیرائی اور حوصلہ افزائی کرنا اور ہر ممکن طریقے سے اس کی قابلیت میں اضافے اور تقویت اور اس کی مدد کے لئے اس کی رہنمائی کرنا، پس ہم دشمن کی ویب سائٹس تباہ کریں اور اس کے عسکری، سکیورٹی اور سیاسی اداروں کی بنیادوں کو جلا دیں، اور اس سب سے بڑھ کر کفار کے اموال پر حملہ کریں اور ان کے اقتصادی اداروں کو خرابی سے دوچار کریں اور ان میں شراکت داری کرنے والوں کے دلوں میں خوف و ہراس کے بیج بویں اور ان کے اعتماد کو متزلزل کر دیں؛ کیونکہ ہم سمجھتے ہیں کہ الیکٹرونک جنگ مستقبل کی اہم اور فعال ترین جنگوں میں سے ہے۔

بارہویں: مجاہدین اور ان کی قیادت کے لئے تجاویز اور ہدایات پر مبنی تحریریں نشر کی جائیں، چاہے ماہانہ بنیادوں پر ہی ہوں، اور ہر میدان میں جدید ترین ایجادات (معلومات) پر مشتمل ہوں، اور اس کے ذریعے امت کی تجاویز اور خواہشات آگے پہنچائی جائیں، اور یہ کام امت اور اس کی قیادت کے درمیان پل کا کام دیں، کیونکہ یہ طے ہے کہ مسلمانوں میں اور ان کے درمیان ایسے لوگ ہیں جو مجاہدین کو اچھی نصیحت دے سکتے ہیں، اور ہو سکتا ہے کہ یہ شخص اپنے فن کا ماہر ہو اور کوئی رکاوٹ اسے مجاہدین تک پہنچنے کی راہ میں مانع ہو تو اس کی نصیحت کا آنا مجاہدین کے لئے وقت اور جگہ کے لحاظ سے کسی قیمتی موتی کی طرح (کارآمد) ثابت ہو۔

تیرہویں: مجاہدین اور ان کی قیادت کی جانب سے آنے والے قولی اور عملی رد عمل، اور خصوصاً جو ان کے دشمنوں کی جانب سے آئیں۔ کی نگرانی اور اس کی گہرا مطالعہ تاکہ ان کے مثبت اور منفی نکات کا علم ہو جس سے کارکردگی میں بہتری لائی جاسکے اور غلطیوں کا ادراک ہو سکے، یا پھر (یہ) مزید اصلاح احوال کے لئے (کیا جائے)، اور پھر یہ سب معلومات امانت داری کے ساتھ ان تک پہنچائی جائیں جن سے یہ تعلق رکھتی ہوں۔

چودھویں: جہادی میڈیا کے میدان میں منظم اور قابل اعتماد اجتماعی کردار کو اجاگر کرنا، اور ایسا سیکیورٹی اور تکنیکی حالات کو مد نظر رکھتے ہوئے کیا جائے، اور ہم اپنے مقاصد کو اجتماعی کوششوں، اور ایک ایسی قیادت جو میڈیا کا انتظام و انصرام چلائے، کے بغیر حاصل نہیں کر سکتے۔ اور اگر ہم انفرادی طور پر متفرق ہو کر کام کرتے ہیں، یا غالباً گرے پڑے اور اختلافات میں مبتلا ہو کر تو پھر ہمارا وجود برقرار نہیں رہے گا اور دوسرے ہمارا احترام نہیں کریں گے۔

اگر مغربی میڈیا دجل و فریب اور حقائق کو الٹنے کی بنیاد پر کھڑا ہے اور جھوٹ، خیانت، جہالت، اور بے غیرتی اس کی اہم ترین خصوصیات اور بنیادی ستون ہیں تو پھر مسلم میڈیا کو اہم خصوصیات کا مالک ہونا چاہیے جن میں درج ذیل شامل ہیں:

اول: امانت داری اور سچائی؛ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اتَّقُوا اللَّهَ وَكُونُوا مَعَ الصَّادِقِينَ﴾ (التوبة: 9: 119)

”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور ایمان والوں کے ساتھ رہو“

یعنی اپنی نیت، قول اور عمل میں ہمیشہ سچائی کا التزام کرو، کیونکہ سچائی نیکی ہے اور نیکی جنت میں لے جاتی ہے، جیسا کہ صحیحین میں عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے جو بھی رسول بھیجا اور جو بھی نبی مبعوث کیا، سچائی ہی اس کا بنیادی وصف اور لوگوں کے لئے پیغام رہا۔ چنانچہ قریش رسول اللہ ﷺ کی بعثت (نبوت) سے بھی قبل انہیں صادق اور امین کی صفات سے متصف کرتے تھے۔ اور کفار سچائی کی اہمیت سے واقف ہو چکے ہیں لہذا یہود کے سرداروں میں سے ایک نے اپنے میڈیا کے متعلق کہا: ”ہم لوگوں سے ہر معاملے میں سچ بولتے رہے ہیں یہاں تک کہ اب اگر ہم جھوٹ بھی بولیں تو وہ ہماری بات کو سچ ہی مانتے ہیں۔“ اس کے کہنے کے مطابق ہے۔ اور ہم کہتے ہیں: ”ہم مسلمانوں سے جھوٹ بولنے پر اللہ کی پناہ مانگتے ہیں، پس خبردار رہو کہ کسی مسلمان سے جھوٹ بولنے کی طرف ہر گز راغب نہ ہونا؛ کہ یہ آخرت میں خسارہ اور دنیا میں شرمندگی ہے۔“

دوم: غیر جانبداری اور عدل، کہ عدل کرنے والا مسلمان وہ ہے جس پر بدخواہی کی بنیاد پر لگائے گئے الزامات بے بنیاد ثابت ہو جائیں، پس حسن سیرت اور نیتوں میں استقامت مسلم میڈیا کی اہم ترین صفات میں سے ہیں، جبکہ فاسق اور فاجر نہ تو عدل کرنے والا ہوتا ہے اور نہ اس مقام کا اہل ہے، خاص طور پر اخبار کی ترسیل اور اس کی ترجمانی (ترجمہ نگاری) سے تعلق رکھنے والے امور کے معاملے میں!

اور اسی طرح میں آپ کو دشمن تک سے عدل کا رویہ اپنانے پر زور دیتا ہوں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓى اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا قِفْ هُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی﴾ (المائدہ: 8)

”کسی قوم کی عداوت تمہیں خلاف عدل پر آمادہ نہ کر دے، عدل کیا کرو جو پرہیز گاری کے زیادہ قریب ہے“

ابن کثیر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”لَا يَحِلُّ لَكُمْ بَغْضَ قَوْمٍ عَلَى تَرْكِ الْعَدْلِ فِيهِمْ بَلِ اسْتَعْبِلُوا الْعَدْلَ فِي كُلِّ أَحَدٍ صَدِيقًا كَانَ أَوْ عَدُوًّا“

”کسی قوم سے عداوت تمہیں ان (کے معاملے) میں عدل ترک کرنے پر نہ اکسائے، بلکہ ہر ایک کے معاملے میں عدل سے کام لو چاہے وہ کوئی دوست ہو یا کوئی دشمن۔“

اور الطبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

”لا یحصلتکم عداوة قوم علی أن لا تعدلوا فی حکمکم فیہم وسیرتکم بینہم“
 ”کسی قوم سے عداوت تمہیں اس بات پر نہ اکسائے کہ تم ان کے متعلق فیصلے میں اور ان کے ساتھ برتاؤ میں عدل نہ کرو“

چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے بدر میں معرکے سے قبل اپنے دشمن عتبہ ابن ربیعہ کے متعلق فرمایا، جسے البرّار نے صحیح سند کے ساتھ بیان کیا ہے:

”ان یکن عند أحد من القوم خیر فهو عند صاحب الجبل الأحمران یطیعو یرشدوا“
 ”اگر قوم میں سے کسی کے پاس خیر ہے تو وہ سرخ اونٹ والے کے پاس ہے، اگر اس کی اطاعت کریں گے تو صحیح راستہ پائیں گے“

اور وہ (عتبہ) انہیں (قریش کو) واپسی کی اور نہ لڑنے کی ہدایت کر رہا تھا۔

سوم: حسن خطاب اور بات چیت میں ادب کا لحاظ؛ اور یہ مسلمانوں کے ساتھ نرمی اور اچھی بات کے ذریعے کیا جائے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿اَلَمْ تَرَ کَیْفَ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا کَلِمَةً طَیْبَةً کَشَجَرَةٍ طَیْبَةٍ﴾ (ابراہیم 14: 24)
 ”کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے پاکیزہ بات کی مثال کس طرح بیان فرمائی، مثل ایک پاکیزہ درخت کے“

ابن قیم نے فرمایا:

”لأن الکلمة الطيبة تثمر العمل الصالح، والشجرة الطيبة تثمر الثمر النافع“
 ”کیونکہ پاکیزہ بات عمل صالح کا پھل دیتی ہے، اور پاکیزہ درخت نفع بخش پھل دیتا ہے“

اور مسند میں نبی ﷺ سے ایک صحیح روایت ہے کہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”الکلمة الطيبة الصدقة“

”اچھی بات بھی صدقہ ہے“

چنانچہ ہم پر لازم ہے کہ رسولوں کے (بتائے ہوئے) آداب کے مطابق آداب اپنائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿خُذِ الْعَفْوَ وَأْمُرْ بِالْعُرْفِ وَأَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِينَ﴾ (الاعراف 7: 199)

”آپ درگزر کو اختیار کریں، نیک کام کی تعلیم دیں، اور جاہلوں سے ایک کنارہ ہو جائیں“

اور باری تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ادْفَعْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ (الحم السجدة 41: 34)

”برائی کو بھلائی سے دفع کرو پھر وہی جس کے اور تمہارے درمیان دشمنی ہے ایسا ہو جائے گا جیسے دلی دوست“

پس ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے:

”أمر الله المؤمنين بالصبر عند الغضب، والحلم عند الجهل، والعفو عند الأساءة، فإذا فعلوا ذلك عصهم الله من الشيطان وخضع لهم عدوهم كأنه ولي حميم“

”اللہ تعالیٰ نے مومنوں کو غصے کے وقت صبر، جہالت (سے واسطہ پڑنے) پر حلم اور بردباری، برائی (کا سامنا کرنے) پر عفو و درگزر کرنے کا حکم دیا ہے، اور اگر وہ ایسا کریں گے تو اللہ انہیں شیطان سے محفوظ رکھے گا اور ان کے دشمن کو ان کے سامنے ایسا نرم (منکسر) کر دے گا جیسے کوئی گہرا دوست ہو“

جہاں تک محارب کافر سے بات چیت کا تعلق ہے تو اس میں ادب اور انصاف اور خطاب کرتے ہوئے فحش گوئی سے پرہیز کو ملحوظِ خاطر رکھا جائے۔ چنانچہ صحیح میں انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ گالی باز، سخت گو اور لعنت کرنے والے نہ تھے۔ اور صحیح میں ہے کہ انہوں (صلی اللہ علیہ وسلم) نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا:

”متى عهدتني فحاشاً“

”تم نے کب مجھ کو بدزبانی کرتے ہوئے پایا“

الطبری نے فرمایا:

”الفاحش: البذيء اللسان“

”فاحش: بیہودہ گوئی کرنے والا“

اور ابن بطال نے فرمایا:

”أصل الفحش عند العرب في كل شيء ما خرج عن مقداره وحدّه حتى يُستقبح“

”عربوں میں ’فحش‘ کی اصل (بنیاد) ہر اس شے میں ہے جو اپنی مقدار اور حد میں اتنا تجاوز کر جائے کہ قباحت کی حد تک پہنچ جائے“

آخر میں: میں آپ کو اللہ کا تقویٰ اختیار کرنے کی وصیت کرتا ہوں، کہ یہ بہترین توشہ ہے جیسے کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوا فَإِنَّ خَيْرَ الزَّادِ التَّقْوَى﴾ (البقرة: 197)

”اور اپنے ساتھ سفر خرچ لے لیا کرو، سب سے بہتر توشہ اللہ کا ڈر ہے“

صحیح میں ابن عمر رضی اللہ عنہ سے معلق حدیث مروی ہے کہ:

”لا يبدل العبد حقيقة التقوى حتى يدع ما حاك في الصدر“

”بندہ تقویٰ کی اصل حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ جو بات دل میں کھٹکتی ہو اسے بالکل چھوڑ نہ دے“

اور میں ان حالات (تجربات) کو بخوبی سمجھتا ہوں جو اس میدان میں کام کرنے والے میرے بھائیوں کو درپیش ہیں، بالخصوص ان میں سے جو انٹرنیٹ اور سیٹلائٹ چینلز سے منسلک ہیں۔ لہذا انہیں میری نصیحت ہے کہ وہ رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جائیں اور اس میں جلدی کریں۔ اور اے عزیز! دین کے علاوہ کوئی اور شرائط وضع مت کرو انشاء اللہ تم اپنے حق میں بہتری اور آسانی پاؤ گے۔ اور جو کوئی شادی نہ کر سکے اور از روئے شریعت کام کا پابند بھی ہو تو اسے چاہیے کہ روزے رکھے کیونکہ یہ اس کے لئے پناہ گاہ ہے، جیسے کہ صحیحین میں وارد ہے۔ اور جان لو کہ ایک دو دن کا روزہ فائدہ مند نہیں، بلکہ ایک دن چھوڑ کر ایک دن روزہ رکھنے کا سلسلہ اختیار کرنا چاہیے، اور اس کا اثر دو تین مہینوں سے پہلے معلوم نہیں ہو گا۔ فتح (الباری) میں حافظ (ابن حجر العسقلانی) نے فرمایا:

”واستشکل - أي الأمر بالصوم - بأن الصوم يزيد في تهيج الحرارة وذلك مبايشير الشهوة لكن ذلك انما يقع في مبدأ الأمر

فاذا تبادى عليه واعتاده سكن ذلك“

”اور اس میں اشکال پیدا ہو گیا..... یعنی روزے کے معاملے میں..... کہ روزہ جسم کی حرارت میں اضافہ کر دیتا ہے اور یہ چیز شہوت پیدا کرنے کا باعث بنتی ہے، لیکن ایسا صرف شروع میں ہوتا ہے اور اگر (آدمی) اس (روزہ داری) پر کار بند رہے اور اس کا عادی ہو جائے تو پھر یہ (مسئلہ) پر سکون ہو جاتا ہے“

پھر یہ بھی جان لو کہ جو کوئی روزے کے ساتھ ضبطِ نفس نہ کر سکے اور وہ شادی کا حاجتمند ہو تو پھر وہ اپنی نظریں نیچی رکھنے کے قابل نہیں رہتا، اور جو کوئی اپنی خلوت میں اور جلوت میں اللہ سے نہ ڈرے تو پھر اس کے کام اور کوشش میں کوئی خیر نہیں ہے۔

اس میدان میں اپنا حصار قائم رکھو کہ تم موحدین سے شریک ہو، جس کا علم اللہ کو ہے۔

اپنا حصار قائم رکھو کہ تم جہاں ہو ہمیں وہاں تمہاری ضرورت ہے۔

تم ہر گز یہ مت سمجھنا کہ تمہارا قولی یا عملی کام نفلی نوعیت کا ہے، تمہارا کام فرض ہے جو تم پر واجب ہے، پس جو بھی امانت تمہارے کندھوں پر ڈالی گئی ہے اس کی ادائیگی میں پوری جہد کرو۔

پھر احتیاط..... دشمنوں کی مکاری سے احتیاط۔ پس جو بھی ممکن اسباب ہوں ان کو استعمال میں لاؤ اور ان میں ہر گز غفلت مت برتو کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ تم اپنے آپ کو ہلاکت میں ڈال لو اور ہم تمہارا مقام (محاذ) کھودیں۔ پس اگر تم میسر اسباب میں سب کچھ استعمال میں لاتے ہو پھر ہر گز تردد (جھجک) سے کام نہ لو کہ صرف اللہ ہی حفاظت کرنے والا ہے، اور ایک معین حد تک خطرہ تو مول لینا ہی پڑتا ہے کہ کوئی کام بھی خطرہ مول لئے بغیر نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ دو دریاؤں کے ملک (بلاد الرافدین) میں میڈیا کے لوگوں کا خون اللہ کی راہ میں بہت ارزاں بہا ہے، جس کی زندہ مثال مصنف ’عقیل‘ کے قتل ہونے کی ہے جو شیخ ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ کی آڈیو ریکارڈنگز کے ذمہ دار تھے، اور بھائی ’عبداللہ الجنوبی‘، ان دونوں نے اپنی دھماکہ خیز بلٹیں دشمنوں کے عین وسط میں چلا دیں کہ ان کے پاس شیخ ابو مصعب رحمۃ اللہ علیہ کی اصل ویڈیو کی کاپی تھی جو ابھی ریلیز نہیں ہوئی تھی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت صحیح روایت ہے جو تاریخ بغداد میں خطیب البغدادی نے بیان کی ہے کہ جابر ابن عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

”أفضل الشهداء حمزة ابن عبد المطلب ثم رجلٌ قام الى امامٍ جائرٍ فأمره ونهاه فقتل“
 ”شهداء میں افضل ترین حمزہ ابن عبد المطلب ہیں اور وہ شخص بھی جو جابر حکمران کے سامنے کھڑا ہوا اور اسے (نیکی کا) حکم دیا اور
 (برائی سے) منع کیا اور اس (حکمران) نے اسے قتل کر دیا“

اور اسے حاکم نے بھی بیان کیا ہے اور اس کی تصحیح ”سید الشهداء“ کے ساتھ کی ہے۔ (نوٹ: یعنی افضل الشهداء کی جگہ سید
 الشهداء)

اللہ کی برکتوں کے ساتھ چلے چلو، اللہ کے دین کا دفاع کرو، مجاہدین فی سبیل اللہ کی مدد کرو۔

اللہ تمہاری حفاظت فرمائے اور تمہاری اعانت کرے اور تمہیں سیدھی راہ دکھائے۔

اور اللہ تمہیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔

تمہارا بھائی: ابو حمزہ المہاجر



أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ط

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ كَفَرُوا وَقَالُوا لِأَخْوَانِهِمْ إِذَا ضَرَبُوا فِي الْأَرْضِ أَوْ كَانُوا غُزًى لَوْ كَانُوا عِنْدَنَا مَا مَاتُوا وَمَا قُتِلُوا لِيَجْعَلَ اللَّهُ ذَلِكَ حَسْرَةً فِي قُلُوبِهِمْ ط وَاللَّهُ يُحْيِي وَيُمِيتُ ط وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ بَصِيرٌ (156)

وَلَكِنْ قُتِلْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ مِتُّمْ لَغَيْرِ ذَا مِنْ اللَّهِ وَرَحْمَةً خَيْرٌ مِمَّا يَجْعَلُونَ (157)

وَلَكِنْ مِتُّمْ أَوْ قُتِلْتُمْ لَإِلَى اللَّهِ تُحْشَرُونَ (158)

فَبِمَا رَحْمَةٍ مِنَ اللَّهِ لِنْتَ لَهُمْ ج وَ لَوْ كُنْتَ قَطًّا غَلِيظًا لَقُلْبُ لَأَنْقَضُوا مِنْ حَوْلِكَ س فَاعْفُ عَنْهُمْ وَاسْتَغْفِرْ لَهُمْ وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ط إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ (159)

إِنْ يَنْصُرْكُمُ اللَّهُ فَلَا غَالِبَ لَكُمْ ج وَإِنْ يَخْذُلْكُمْ فَمَنْ ذَا الَّذِي يَنْصُرُكُمْ مِنْ بَعْدِهِ ط وَعَلَى اللَّهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُونَ (160)

(آل عمران 3: 156-160)

(تلاوت باواز شیخ ابو ہاجر العراقی فک اللہ اسرہ)

ترجمہ

پناہ مانگتا ہوں اللہ کی، شیطان مردود سے

اے ایمان والو! تم ان لوگوں کی طرح نہ ہو جانا جنہوں نے کفر کیا اپنے بھائیوں کے حق میں جب کہ وہ سفر میں ہوں یا جہاد میں ہوں 'کہا اگر ہمارے پاس ہوتے نہ مرتے اور نہ مارے جاتے، اس کی وجہ یہ تھی کہ اس خیال کو اللہ تعالیٰ ان کی دلی حسرت کا سبب بنادے، اللہ تعالیٰ جلاتا ہے اور مارتا ہے اور اللہ تمہارے عمل کو دیکھ رہا ہے (156)

قسم ہے اگر اللہ تعالیٰ کی راہ میں شہید کئے جاؤ یا اپنی موت مرد تو بیشک اللہ تعالیٰ کی بخشش اور رحمت اس سے بہتر ہے جسے یہ جمع کر رہے ہیں (157)

بالیقین خواہ تم مر جاؤ یا مار ڈالے جاؤ جمع تو اللہ تعالیٰ کی طرف ہی کئے جاؤ گے (158)

اللہ تعالیٰ کی رحمت کے باعث آپ ان پر رحم دل ہیں اور اگر آپ بد زبان اور سخت دل ہوتے تو یہ سب آپ کے پاس سے چھٹ جاتے، سو آپ ان سے درگزر کریں اور ان کے لئے استغفار کریں اور کام کا مشورہ ان سے کیا کریں، پھر جب آپ کا پختہ ارادہ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کریں، بیشک اللہ تعالیٰ توکل کرنے والوں سے محبت کرتا ہے (159)

اگر اللہ تعالیٰ تمہاری مدد کرے تو تم پر کوئی غالب نہیں آسکتا اگر وہ تمہیں چھوڑ دے تو اس کے بعد کون ہے جو تمہاری مدد کرے ایمان والوں کو اللہ تعالیٰ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہئے (160)



المواہدین

اخوانکم فی الاسلام:

مسلم ورلڈ ویڈیو پروسسنگ پاکستان

Website: <http://www.muwahhideen.tk>

Email: info@muwahhideen.tk